غلام احمد قادیانی (الہام)

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۸ ششماہی ۴ سہ ماہی ۲ بیرون ہند

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر (۱۷)

جلد (۱۲)

مورخہ ۱۹ ۔ اگست ۱۹۲۴ء یوم سہ شنبہ مطابق ۱۷ ۔ محرم ۱۳۴۳ھ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خیر و عافیت کی اطلاع

پورٹ سعید سے ولایت کو روانگی

جہاز ایس ایس پلسناں سے ۱۳ ۔ اگست ۴ بجے کا چلا ہوا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا حسب ذیل پیغام بے تار برقی کے ذریعہ بنام حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب براستہ اسکندریہ ۱۴ ۔ اگست ۱۹۲۴ء کو ۳ بجے بٹالہ پہنچا۔

"آج یورپ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں" خلیفۃ المسیح

الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ چونکہ کئی دن سے تار پہنچنے کا انتظار تھا۔ اور جوں جوں وقت گذرتا جاتا تھا۔ بیتابی اور بےچینی بڑھتی جاتی تھی اسلئے جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ کوئی تار آیا ہے تو اس کے سننے کے لئے احمدیہ چوک میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور ہر ایک شخص کی یہی خواہش تھی کہ تار کو لفظ بلفظ سنے۔ ان کیلئے تار کا ترجمہ لکھ کر بورڈ پر لگانے تک کا انتظار کرنا مشکل ہو گیا حالانکہ چند الفاظ لکھنے میں کوئی زیادہ دیر نہ لگی تھی۔ وہ گھڑی جماعت قادیان کیلئے نہایت خوشی کی گھڑی تھی۔ ان ایام میں جس قدر بےچینی اور اضطراب تھا۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ مختلف مقامات پر پے در پے تار دیئے گئے۔ یکم اگست۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو بروقت تار دیا گیا۔ ۹ ۔ اگست۔ ٹامس کک پورٹ سعید کو دریافت حالات کیلئے تار دیا گیا۔ ۱۰ ۔ اگست پورٹ سعید حضرت صاحب کو تار دیا گیا کہ کوئی خبر نہیں پہنچی ۔ ۱۴ ۔ اگست ایک تار بنام شیخ محمود احمد صاحب قاہرہ ایک تار ٹامس کک بمبئی کو ۔ ایک تار سیکرٹری انجمن احمدیہ بمبئی کو دیا گیا۔ یہ تار ۲ بجے بٹالہ سے دیئے گئے۔ چونکہ حضرت صاحب کا تار ۳ بجے آ گیا۔ اس لئے ٹامس کک کو دوسرا تار دیا گیا کہ اطلاع مل گئی ہے۔ اس خوشی میں بعض احباب نے تیس روپے کی مٹھائی بنوائی

مدینۃ المسیح

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام خاندان میں بفضلہ تعالیٰ ہر طرح خیریت ہے (۲) جو اصحاب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ولایت تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ ان کے گھروں میں خیریت ہے (۳) حضرت مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان بخیریت ہیں۔ اور اہم فرائض دینی میں مصروف ہیں (۴) جناب مفتی محمد صادق صاحب۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب مولانا سید سرور شاہ صاحب اور دیگر بزرگان سلسلہ دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ (۵) اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جناب چودہری نصر اللہ خان صاحب سیالکوٹی حج کر کے واپس سیالکوٹ تشریف لے آئے ہیں مگر ابھی قادیان نہیں پہنچے (۶) پندرہ تاریخ کو چودہری فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس ہائی سکول کی بڑی ہمشیرہ نے ایک لمبی بیماری کے بعد انتقال کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ بہشتی مقبرہ میں دفن کی گئی (۷) قاضی رشید احمد صاحب کا جن کا نکاح چند سال

نظم

ضیاءِ اختر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظم پر ایک بابی نے منہ چڑایا۔ اور تضمین سے پاک معنوں میں تحلیف کی۔ اور القی الشیطٰن فی امنیتہ کا مصداق بنا۔ جناب مولانا غلام احمد صاحب اختر اوچ) اس پر شہاب ثاقب گراتے ہیں

گر نہیں اسلام سے ظالم اعدائے قادیاں
کیوں بتوں کو چھوڑ کر تم نے فدائے قادیاں
کیوں ہیں آپ ابن اُبیّ آپ از برائے قادیاں
ہے رضائے ذات باری اب رضائے قادیاں
مُدعائے حق تعالیٰ مدعائے قادیاں

قادیاں عشاق کا ہے یار بھی دلدار بھی
مدعی کاذب ہو۔ گرہے درپئے آزار بھی
بوالہوس تا اپنی خامی کا کرے اقرار بھی
دعویٰ اُلفت بھی ہو گا ادعائے پیار بھی
تم نہ دیکھو گے کہیں لیکن وفائے قادیاں

مُقبلوں میں رُشد اقبال کے آثار بھی
مُدبروں کی طبع میں شقوت ہے اور ادبار بھی
جور بنجاتی ہے کج طبعی خدا کی مار بھی
دعویٰ اُلفت بھی ہو گا ادعائے پیار بھی
تم نہ دیکھو گے کہیں لیکن وفائے قادیاں

دعویٰ حجت بہائی کی زبان سے ہے عجب
ادعائے حُب ہے اور یوسف پر ہے غیظ و غضب
سامنے خورشید کے ہو روشنی کوکب کو کب
بنکے سورج ہے چمکتا آسماں پر روز و شب
کیا عجب معجز نما ہے رہنمائے قادیاں

بے سخن باب و بہا کی طبع طوفانی تھی جب
اُڑنے بے پر کی اُڑا کر عرش تک یہ جھوٹ رب
ادعائے حجت ان منہ زوریوں پر ہے عجب
بنکے سورج ہے چمکتا آسماں پر روز و شب
کیا عجب معجز نما ہے رہنمائے قادیاں

انتشارِ عقل کے طوفاں میں گو جیتا ہے یہ
آدمی شرم و حیا سے آدمیت میں رہے
ہائے پاگل بیکھبوں کے حق میں جو چاہے کہے
منہ سے جو کچھ چاہے بنجائے کوئی پرچی ہے یہ
ہے بہا اللہ فقط حُسن و بہائے قادیاں

حاشیہ بخند سگ دیوانہ بر آقا ہے
شرم کن باد عائے آدمیت زیں رہے
تا گزیر آمد مگر بانگ سگ آرزو نا ید ہے
منہ سے جو کچھ چاہے بنجائے کوئی پرچی ہے یہ
ہے بہاء اللہ فقط حُسن و بہائے قادیاں

بابی و اختر ہوئے باہم بایں دُوری دوچار
وہ جہاں آشوب دہر اور یہ حقیقت پر نثار
وہ ابو جہل اور یہ صدیق اکبر یارِ غار
وہ ہے خوش احوال پر یہ طالبِ دیدار یار
بادشاہوں سے بھی فضل ہیں گدائے قادیاں

ہندوستان سے باہر کے خریداروں کو اطلاع

ہم نے تمام بقایا داران بیرون ہند کو جون میں اطلاع کر دی تھی کہ جن صاحبان کا چندہ نہیں پہنچا۔ ان سب کے نام کا پرچہ اخیر اگست میں امانت میں رکھا جائیگا۔ اور جب تک چندہ نہ آئی۔ جاری نہ ہو گا۔ اخیر اگست کے بعد جن کا پرچہ نہ پہنچے۔ وہ سمجھ لیں کہ ہمارا چندہ ختم ہے۔ مینیجر الفضل قادیان۔

مالی سال کا اختتام اور احمدی جماعتیں

اس وقت مالی سال کے اختتام میں صرف ڈیڑھ پونے دو ماہ باقی ہیں۔ رقم کی وصولی اور یہاں بھیجنے اور پہنچنے کے وقت کو بھی محسوب کیا جاوے۔ تو صرف ایک ماہ باقی رہتا ہے سب جماعتوں کے حساب تیار کئے گئے ہیں۔ تاکہ بلحاظ بجٹ مقررہ جو جو کمی جس جس جماعت کے چندوں میں ہے۔ وہ انکو لکھ دی جاوے تا وہ اپنی کمی کو بہت جلد پورا کریں۔ ایسے خطوط برابر دفتر سے لکھے جا رہے ہیں۔ اور بعض علاقوں کیلئے دورہ کنندگان اصحاب کو بھی بھیجا جا رہا ہے تمام جماعتیں اس عرصہ میں اپنے چندوں کی کمی کو پورا فرما دیں۔ اور اگر کوئی صاحب دورہ کنندہ انکو ہاں پہنچیں۔ تو ان کے ساتھ ہو کر تمام بقایا صاف کریں۔

حسب ذیل جماعتوں میں مندرجہ ذیل اصحاب دورہ کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں:۔

ضلع گورداسپور کی تمام جماعتوں کے لئے سوائے بٹالہ کے مولوی محمد علی صاحب بدو ملہوی اور بابا حسن محمد صاحب۔ ریاست پٹیالہ اور ضلع انبالہ کی متعلقہ جماعتوں کے لئے منشی فاضل چراغ الدین صاحب۔ گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے شہر اور ضلع کی جماعتوں کے لئے حکیم فیروز الدین صاحب ملتانی علاقہ منٹگمری کے لئے امید ہے کہ چوہدری نور الدین صاحب امیر جماعت چک نمبر ۷ دورہ فرمائینگے۔ اور امید ہے کہ ہوشیار پور جالندھر کے ضلعوں کی جماعتوں میں چوہدری غلام احمد خان صاحب دورہ فرمائینگے۔ گوجرانوالہ۔ شیخوپورہ۔ لائل پور میں مولوی عبد العزیز صاحب دورہ فرما رہے ہیں۔ والسلام۔ خاکسار عبد المغنی۔ ناظر بیت المال قادیان

جملہ مبلغین جماعت احمدیہ کو اطلاع

افسوس ہے کہ آپ اپنی ڈائری باقاعدہ نہیں بھیجتے ہمیں نہیں معلوم کہ آپ کیا کام کر رہے ہیں اور کس طرح بسر کر رہے ہیں۔ اور آیا آپکا دورہ تبلیغ نتیجہ خیز بھی ہے۔ باوجود تاکید مزید کے آپ نے ہفتہ واری رپورٹ بھیجنے میں کوتاہی کی ہے۔ امید ہے کہ آپ بہت جلد ہمیں ان تمام مقامات کے متعلق جہاں جہاں آپ تشریف لے گئے ہیں۔ مفصل حالات سے آگاہ کرینگے تاکہ ہم کوئی اندازہ لگا سکیں نیز آپکو تبلیغی دورہ پر بھیجنے کا یہ مقصد ہے کہ جس گاؤں میں آپ جائیں۔ وہاں کوئی بھی ایسا فرد نہ رہے کہ جس کو کلام حق نہ پہنچے۔ بلا تمیز اس کے کہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام۔ خاکسار سید محمود اللہ شاہ۔ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان ؁

---

۱۴ اگست کا الفضل کیوں لیٹ ہوا؟ ڈاک خانہ قادیان میں ٹکٹ نہ تھے

۱۴ اگست کا الفضل ہماری طرف سے فولڈ ہو کر بالکل تیار تھا۔ جو معلوم ہوا کہ ڈاک خانہ قادیان میں ٹکٹ نہیں۔ اور وہ روانہ نہ کیا جا سکا۔ ہمیں ڈاک خانہ کی طرف سے پہلے ہی بہت پابندیاں اور مشکلات ہیں۔ جن کی وجہ سے ہم ایک روز اول اخبار تیار کروا لیتے ہیں۔ اب باوجود پہلے اس بات کی تاکید کے ٹکٹوں کا ذخیرہ مہیا نہ ہے۔ یہ حالت ہوئی ہے۔ جس کے لئے ہمیں بہت افسوس ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ آج کل بالخصوص چار پانچ لاکھ جماعت احمدیہ کی نگاہیں الفضل کی طرف لگی ہیں۔ کیونکہ ان کا پیارا امام سفر یورپ میں ہے۔ بہت ضروری خبریں اور حالات ناظرین الفضل کو وقت پر نہیں پہنچ سکے۔ امید ہے کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ امرتسر ڈویژن اور صاحب پوسٹ ماسٹر ڈاک خانجات اس کے متعلق مناسب انتظام فرمائینگے۔ (مینیجر الفضل قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۱۹ر اگست سنہ ۱۹۲۴ء

محمود سفر میں اور حاسد سفر میں

امیر غیر مبائعین کی دُرافشانی

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب)

(نمبر ۱)

مولوی محمد علی صاحب اور جماعت احمدیہ کی خیرخواہی

"میاں صاحب کا سفر یورپ" اِس عنوان کے نیچے ۳۔ اگست سنہ ۱۹۲۴ء کے پیغام صلح میں "حضرت امیر" نے جماعت احمدیہ کی کمال خیرخواہی سے مجبور ہو کر کچھ دُرافشانی فرمائی ہے۔ اس مضمون کے ایک ایک لفظ سے ہمدردی اور شفقت ٹپکتی نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے سفر کا فکر ان کو اندر ہی اندر کھاتا چلا جاتا ہے۔ اور ہمارے اموال اور روپیہ کی خیرخواہی قریب ہے۔ کہ ان کو بالکل ہلاک کر دے۔

"حضرت امیر" کو ان جانکاہ تفکرات اور ترددات سے بچانے کے لئے مجھ پر بھی فرض ہے۔ کہ ان کو تسلی دوں۔ اور ان کا کچھ اطمینان کروں۔ کیونکہ کسی زمانہ میں میں بھی ان کے زمرۂ احباب میں شامل تھا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ان کی روحانی سوزش اور کوفت اس درجہ تک پہنچ جائے۔ کہ جسمانی طور پر بھی اس کا اثر ظاہر ہو جائے۔ اس لئے سب سے پہلے جناب موصوف کی خدمت میں یہ عرض کر دینا کہ مولانا! آپ خوش اور مطمئن ہو جائیں۔ کہ خدا کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ۲ اس سفر کے بعد یقیناً زیادہ وسیع قلب اور زیادہ وسیع علم اور زیادہ وسیع معرفت لیکر ہندوستان میں واپس تشریف لائینگے۔ کیونکہ ایسے لوگ ہمیشہ ہر آن ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوتے ہیں۔ اور مطابق فرمان حضرت خیر الرسل ؐ من استوٰی یوماہ فھو مغبون۔ ان کا دوسرا دن پہلے دن سے زیادہ ان کو علم اور معرفت اور وسعت قلب اور برداشت میں ترقی کرتا ہوا پاتا ہے۔ دوسرے یہ عرض ہے۔ کہ اے مولانا! آپ اس امر میں بھی تسلی رکھیں۔ کہ حضور موصوف قوم کا مال خود قوم کی درخواست اور اصرار پر لے گئے ہیں۔ بلکہ ایک حصہ انہوں نے کمال خودداری اور وقار کی وجہ سے منظور نہیں فرمایا۔ ورنہ قوم تو چاہتی تھی کہ کسی طرح ہمارا روپیہ خود حضور کے ذاتی مصارف میں کام آئے۔ تو ہم خدا کے رُوبرو سُرخرو ہوں۔ اور ہمارے دل اور آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور قوم چاہتی تھی۔ کہ بعض خدام اور بھی اس قافلہ میں بعض ضروریات کے لئے زیادہ کئے جائیں۔ مگر حضور نے کمال کفایت شعاری کی وجہ سے اسے بھی منظور نہ فرمایا۔ اور ہم سے زیادہ ہمارے اموال کی نگہداشت کی۔ اور جس کام پر ایک لاکھ بلکہ زیادہ روپیہ خرچ ہونے کا یقین تھا۔ اُسے پچاس ساٹھ ہزار تک محدود کر لیا۔ اور جو لوگ جماعت میں علم اور عزت کے لحاظ سے سیکنڈ کلاس میں سفر کے لائق تھے۔ انہوں نے ڈک پر سفر کیا۔ تاکہ ممکن سے ممکن کمی اخراجات میں ہو سکے۔ پس مولانا آپ کو مبارک ہو کہ ہمارے اموال ضائع نہیں ہوئے۔ نہ چوری گئے۔ نہ ان میں خیانت ہوئی۔ نہ ان میں اسراف کیا گیا۔ بلکہ جو حق و حکمت اور دیانتداری کا تقاضا تھا۔ وہ کیا گیا۔ بلکہ صرف یہی ایک مبارکباد میں آپ کو نہیں دیتا۔ بلکہ دوہری مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ نہ صرف اس امر میں بلکہ گذشتہ دس سال سے ہمارے اموال چوری اور خیانت اور اسراف سے خدا کے فضل سے محفوظ ہیں ؛

مولانا! اس سفر کے تمام امور ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک مجلس شوریٰ میں فیصلہ ہوئے ہیں۔ بلکہ سفر کے متعلق حضرت صاحب نے اسی وقت تہیہ فرمایا۔ جب بیرونی جماعتوں کی overwhelming majority نے آپ کا اس وقت جانا ضروری سمجھا۔ مولانا! پہلے جناب فرمایا کرتے تھے۔ کہ خلیفہ مطلق العنان ہے۔ شوریٰ ہونا چاہیئے۔ شوریٰ ہوا تو فرمانے لگے۔ کہ لوگ تو مرید ہو کر ایسے خاموش ہو گئے۔ کہ میاں صاحب کی مخالفت ہی نہیں کرتے۔ اب ہمیں بڑی مشکل آ پڑی ہے۔ یا تو آپ کا سا معاندانہ اور مخالفانہ رنگ اختیار کریں۔ تب آپ خوش ہوں یا پھر تمام امور مشورہ طلب سیدھے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسوں میں فیصلہ کے لئے بھیجدیئے جایا کریں۔ تب آپ کی تسلی ہو۔ مگر آپ ہی فرمایئے کہ آیا یہ بات ٹھیک ہے؟ مگر مولانا! اب ایک اور مشکل یہ آ پڑی کہ اسی مضمون میں آپ فرماتے ہیں کہ "ہمیں نکتہ چینی کا کوئی حق نہیں" پس اگر کوئی مشورہ طلب امر آپ کی انجمن اشاعت اسلام میں بھیجا جائے۔ اور آپ ان کاغذات پر یہی الفاظ لکھ کر بھیجدیں۔ کہ ہمیں نکتہ چینی کا کوئی حق نہیں تو پھر ہم غریب کیا کریں ؛

مولانا! ہماری جماعت کا مشورہ آپ کو منظور نہیں۔ اور اپنے لئے خود آپ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ہمیں نکتہ چینی کا کوئی حق نہیں۔ خلیفہ کا فیصلہ مطلق العنانی ہے۔ آخر ہم کدھر جاویں اور کس سے صلاح لیں۔ اگر مجبور ہو کر کسی طرح کچھ کام کر بھی لیں۔ تو پھر آپ اور آپ کے دوستوں کے اعتراضات دم نہیں لینے دیتے۔ مولانا! کچھ تو وسعت قلبی آپ نے ہی دکھائی ہوتی۔ آپ نے تو اس زمین کو باوجود فراخی کے ہم پر تنگ کرنے کی کوشش کی۔ خدا کچھ رحم فرماوے ؛

اسراف کا اعتراض

مولانا! اسراف کی تفصیل تو جو آپ نے بیان فرمائی ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے چلکر آئیگی۔ فی الحال میں ڈرتے ڈرتے ایک عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ اسراف کا اعتراض ہمارے سلسلہ میں ایک بہت پُرانا اعتراض ہو گیا ہے۔ اور علاوہ پُرانا ہونے کے ہر زمانے میں اس کثرت سے اُٹھتا رہا ہے کہ اب وہ مؤثر نہیں رہا۔ اب کوئی نیا حربہ تلاش کرنا چاہیئے فرسودہ اعتراض ہمیشہ گھسے ہوئے اور کند اور زنگ آلود ہتھیار کی طرح ہوتا ہے۔ جو بعض اوقات بجائے فائدہ کے نقصان دیتا ہے۔ مولانا! کیا یہ وہی ہتھیار تو نہیں جو خود حضور والا نے حضرت مسیح موعودؑ کے برخلاف استعمال فرمایا تھا۔ کہ اتنا روپیہ جو آتا ہے۔ وہ کہاں جاتا ہے حساب لیا جاوے۔ اور کیا یہ وہی حربہ تو نہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کے برخلاف ایک باغی جماعت (جسے شاید آپ بھی جانتے ہوں) استعمال کرتی رہی ہے کہ خلیفہ کا کام بیعت لے لینا اور نماز و جنازہ پڑھا دینا ہے۔ نہ کہ نذریں قبول کرنا اور قومی اموال پر متصرف ہو جانا۔ مولانا مجھے شبہ پڑتا ہے کہ یہ وہی اعتراض ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی کسی "وسیع القلب" "صاحب حوصلہ" اور جرأت والے "شخص" نے جو "پیری مریدی کے خطرناک رنگ" سے مبرا اور mental slavery سے بالکل آزاد تھا۔ اور جناب کے بالکل ہم خیال تھا۔ ایک دفعہ اموال کے معاملہ میں کیا تھا۔ جس کی تفصیل آپ کو احادیث سے مل سکتی ہے۔ اور شاید کچھ اسی قسم کا اعتراض تھا۔ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر (جن کے خاندان سے آپ کی قوم کو پرانی دیرینہ رقابت کا فخر بھی حاصل ہے۔ اور یہ فخر مرور ایام کے ساتھ ساتھ ترقی بھی کرتا جاتا ہے) بعض لوگوں نے اموال غنیمت کے متعلق کیا تھا۔ اور جس کے دفع کے لئے سرور عالم کو

من کنت مولاہ فعلی مولاہ جیسے الفاظ کا اظہار کرنا پڑا تھا مگر مولانا لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین پر جناب کی توجہ کچھ کم ہی رہی ہے۔ ورنہ اتنا ہی خیال فرما لیا ہوتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ اعتراض کرکے معترضین نے کیا انعام لے لیا۔ یہی نہ کہ قادیان سے جو خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ نکال دیئے گئے۔ اور قرب سے مہجور ہو گئے۔ اور یہی اعتراض کرکے حضرت خلیفۃ المسیح اول کے معترضین پر کیا رحمت نازل ہوئی۔ یہی کہ بیعت سے خارج سمجھے گئے۔ اور دوبارہ بیعت ضروری خیال کی گئی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اموال پر متصرف ہو جانے اور ان کو ضائع کرنے کا اعتراض کیا برکات اپنے ساتھ لایا؟ یہی نا کہ جماعت سے کاٹ کر پھینک دیئے گئے۔ اور خیانت اور چوری کا اقدام کیا۔ اور نہ صرف آیۃ استخلاف کے ماتحت ہی فاسق ٹھہرے۔ بلکہ عرفاً جن کاموں سے لوگ فاسق مشہور ہو جاتے ہیں انہیں بھی شریک ہوئے۔ ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ ولیاً مرشداً؟ مولانا برا ماننے کی بات نہیں۔ کیونکہ بقول جناب کے "یہ محض اظہار واقعات ہیں۔ جنہیں بعض وقت آپ کے احباب آپ کی ہتک سمجھ کر ہم پر یہ الزام دیتے ہیں کہ تم حضرت امیر کو برا کہتے ہو اظہار واقعات گو اعتراض کے رنگ میں بھی ہو۔ قوم کے لئے ایک برکت اور رحمت ہے" مولانا! اگر آپ بھول گئے ہوں۔ تو شاید میرے یاد دلانے سے آپ کو خیال آ جائے کہ جب ابتدار زمانہ میں یہی اسراف کا اعتراض غیر احمدیوں کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت پیش ہوتا تھا تو آپ کا ایک دوست نہایت طیش میں آکر پہلے تو چھٹتے ہی نصف درجن فحش گالیاں ان کو دیتا اور پھر کہا کرتا۔ کہ ان بدذات معترضوں سے پوچھو کہ مال ہمارا اور پیر ہمارا۔ انکو اس بات سے واسطہ ہی کیا۔ تعلق ہی کیا۔ جس طرح چاہے خرچ کرے۔ چشم ما روشن دل ما شاد پہلے کا دوست بلکہ حضور لفت آج کل کشمیر میں ہے۔ ولایت جانے سے پہلے آپ اس بات کی اس سے تحقیق کر سکتے ہیں کہ آیا وہ ایسی باتیں ہماری مجلسوں میں بھی کہا کرتا تھا یا نہیں۔

پیری مریدی

مولانا! اب میں پیری مریدی کے خطرناک رنگ کی بابت بھی مودبانہ کچھ عرض کر دیتا ہوں۔ جہاں تک میں جناب اور جناب کے ہمخیال اصحاب کی تحریروں تقریروں سے استنباط کر سکا ہوں اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ پیر پرستی آپ کے خیال میں حسب ذیل امور ہیں۔ جس سے بیعت کی ہو۔ اس کی توہین نہ کرنا۔ بلکہ اس کا ادب کرنا۔ تہذیب اور انسانیت کے ساتھ اس کے سامنے اپنی رائے پیش کرنا۔ اخلاص و محبت کی وجہ سے اس کے پیر دبانا۔ یا اسے نذرانہ دینا۔ یا اس سے ملنے آنا۔ یا اس کی صحبت سے بار بار آکر مستفیض ہونا یا اس کے لئے جناب یا حضرت صاحب یا حضور یا اس قسم کا کوئی عزت کا لفظ استعمال کرنا۔ یا اس سے دعا کرانا۔ یا اس کے مقاصد میں اپنی کوشش سے امداد کرنا۔ یا اگر کبھی وہ قریب کے اسٹیشن سے گذرے۔ تو استقبال یا مشایعت یا ملاقات کے لئے جمع ہو جانا۔ یا اس کے فوٹو کا کسی مرید کے گھر میں پایا جانا۔ یا اس کے درس میں سختی اعتراض نہ کرنا اور تو تو میں میں اس کے ساتھ نہ کرنا۔ یا اس کی مجلس میں باترتیب ادب سے بیٹھنا۔ جس طرح تمام دنیا کی مہذب مجلسوں میں دستور ہے۔ یا امر بالمعروف میں اس کی اطاعت کرنا۔

مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک ایمانی جرأت

مولانا! یہ تو ہوئی پیر پرستی لیکن حقیقی اسلامی حالت جس میں اپنے "امیر جماعت" کے ساتھ مندرجہ ذیل سلوک ہوں۔ اور جو آپ کے اور آپ کے دوستوں کے نزدیک آزادی رائے اور ایمانی جرأت اور تعلیم اسلامی کی بنیاد ہے۔ اور جو Mental Slavery. سے مرید کو نجات دلاتی ہے۔ وہ یہ ہے:۔

یعنی یہ کہ جس شخص سے بیعت کی ہو۔ اس کے نام کے ساتھ کوئی عزت کا لفظ نہ لگایا جاوے۔ اس کی مجلس میں بجائے باقاعدہ بیٹھنے کے اس کی طرف پشت کرکے بیٹھا جاوے۔ جب وہ بات کرے۔ فوراً اسے ٹوکا جائے اور اس کا سختی سے مقابلہ کیا جائے۔ اگر باز نہ آئے۔ تو اسے ذلیل کیا جائے۔ اور کبھی کبھی موقعہ ملے۔ تو اس کے ظلّ پر جوتیاں بھی مار لی جائیں۔ تاکہ پیر پرستی کی مخفی رگ کٹتی رہے۔ اور اسے گمنام یا پرائیویٹ تحریروں میں گالیاں بھی دی جاتی رہیں۔ اور خفیہ ٹریکٹ شائع کرکے اسے مشرک۔ خائن۔ بے ایمان ثابت کیا جائے۔ اور اس کے اہل و عیال سے دل میں کینہ اور بغض رکھا جائے۔ اور اس کے درجہ کو زیادہ معزز اور مشہور ہو جانے سے بچانے کے لئے یہ بھی کہہ دیا جائے کہ فلاں کو مجدد مجدد لئے پھرتے ہو۔ میں بھی ویسا ہی مجدد ہوں یا اس کے مزار کو ذلیل کرنے کے لئے اس کے مقابل پر ایک دوسرا مقبرہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ یا اس کے تخت گاہ کی توہین کرنے کے لئے کسی دوسرے شہر کا نام مدینۃ المسیح رکھ دیا جاوے۔ یا یہ شائع کیا جاوے کہ بانی سلسلہ کی نسبت فلاں مریدان کا تقویٰ و طہارت میں زیادہ بڑھا ہوا ہے یا یہ کہ ہمارا مرشد خائن ہے یا مسرف ہے یا خفیہ خفیہ اس کی عصمت کو۔ Black mail کیا جاوے صرف اس لئے کہ کہیں پیر پرستی ہم پر غالب ہو جائے۔ غرض ہمیشہ اس کے لئے مخزیات کا ایک سلسلہ تیار رکھا جائے۔ اور آئندہ اس میں ترقی کی جائے تاکہ کامل توحید اور انقطاع مرید پر مستولی ہو جائے۔ اور اللہ کے حضور اس کے مدارج میں ترقی ہو۔

مولوی محمد علی صاحب اور پیر پرستی

مولانا! جیسا کہ میں سمجھا ہوں۔ اگر آپ کے نزدیک یہی پیر پرستی اور خدا پرستی ہے۔ تو ایسی پیر پرستی ہم کو مبارک۔ اور ویسی خدا پرستی آپ کو مبارک رہے۔ مجھے اس کا جواب دینے کی بھی ضرورت نہیں۔ البتہ مولانا! میں اتنا یاد دلانے کی جرأت کر سکتا ہوں۔ کہ آج سے بہت سال پہلے میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے خود آپ کو ایسی پیر پرستی کرتے دیکھا تھا۔ بلکہ میں نے آپ کو ان باتوں سے زیادہ سخت قسم کی پیر پرستی کرتے بھی دیکھا ہے۔ مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے کہ آپ کا پیر یکے میں بٹالہ جا رہا تھا اور اس کا ایک مرید مولوی محمد علی نام قادیان سے بٹالہ تک اس بھاگتے ہوئے یکے کے پیچھے اس طرح بھاگ رہا تھا۔ جس طرح ایک وفادار خادم اپنے آقا کی سواری کے پیچھے بھاگا جاتا ہو۔ مولانا! اگر وہ پیر پرستی تھی۔ تو میری ساری عمر کی نیک اعمالیوں کے بدلے آپ اپنا اس طرح سے بھاگنا مجھ سے بدل لیں۔ یقیناً آپ کا گناہ پیر پرستی کا معاف ہو جائیگا۔ اور میرے لئے شاید جنت میں داخل ہونے کا صرف یہی ایک عمل ذریعہ بن جائے۔ اسوقت گنجائش نہیں ورنہ اے مولانا! میں آپ کی خدمت میں ایسے نمونے خود جناب والا کی پیر پرستی کے پیش کر سکتا ہوں۔ جو آپ کو بھی شاید یاد ہونگے آپ ماموز غیر ماموز کا عذر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ پیر پرستی خواہ وہ کسی کے ساتھ ہو۔ شرک اور گناہ کبیرہ ہے۔ ماموز پرستی اور غیر ماموز پرستی دو تو خدا پرستی کے مخالف واقع ہوئی ہیں۔ مولانا! آئیے اب ایک عجیب قرار کی بھی پیر پرستی کا آپکو دکھا دوں:۔

"یہاں ایک اور سلسلہ بیعت کا صوفیا میں مروج ہے جسے بیعت توبہ کہتے ہیں۔ اس بیعت میں داخل ہو کر بھی انسان اپنے مرشد کے احکام کا اسی طرح مطیع ہو جاتا ہے جو آنحضرتؐ یا حضرت مسیح موعود کی بیعت کا مفہوم ہے...... اور اس کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح (اول رض) کی بیعت ہم لوگوں نے ...... کی۔ اور اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ مرید اپنے آپ کو مرشد کے سامنے ایک بیجان کی طرح ڈالدے۔ اور اپنی جملہ خواہشات کو اسکے سپرد کرے۔"

مولانا! یہ معاملہ تو کچھ پیر پرستی ...... ہو گیا۔

مولانا! اس قسم کی پیر پرستی جسے ہماری اصطلاح میں محبت اور اخلاص و ادب کہتے ہیں۔ خود بانی سلسلہ نے ہم کو سکھائی۔ اور آپکے دوسرے پیر ہم سے اس پر عمل کرایا۔ مولانا۔ حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کی ساری عمر کی کوشش اور تعلیم سے اب خدا خدا کرکے ہم اس مقام بلند پر پہنچے ہیں کہ ہم کو پیر کی قدر و منزلت معلوم ہو رہی ہے۔ ورنہ زمانوں کے دیکھے کھائے

یہ رنگ پیری مریدی کا ہم پر چڑھا ہے یہ وہ صبغۃ اللہ ہے جو ہماری جماعت کو دیگر لوگوں سے ممتاز کر رہا ہے ہم نے چالیس برس تجربہ کر کے دیکھ لیا۔ کہ گذشتہ دو زمانوں میں جس جس نے آپ کی آزادیٔ رائے اور ایمانی جرأت اور Mental Liberty کا دم بھرا۔ اور "پیر پرستی" کے دائرہ سے باہر نکلنے کی کوشش کی وہی ہلاک ہو گیا۔ اور جماعت سے نکل گیا۔ یا نکالا گیا۔ مولانا آپ کو حکایات لقمان میں سے وہ حکایت یاد ہو گی۔ جس میں لومڑی سے شیر نے پوچھا۔ کہ تجھے یہ عقل کس نے سکھائی۔ تو لومڑی نے کہا۔ بھیڑیئے نے۔ پس یہ پیر پرستی ۴۸ سالہ زمانہ کے گرم و سرد دیکھنے اور لوگوں کا انجام دیکھنے سے پیدا ہوئی ہے۔ میرے آقا نے دسویں شرط بیعت ہی ایسی لگا دی ہے۔ کہ یا تو اسے مان کر بیعت میں داخل ہو۔ ورنہ اپنا ٹھکانا کہیں اور ڈھونڈو۔ الطریقۃ کلہا ادب الا عقل لہ [illegible]

آزادخیالی اور مولوی محمد علی صاحب

مولانا! آپ کی اس تحریر کو پڑھ کر مجھے سخت تعجب ہوا۔ کہ :-

"آج قادیان کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ کہاں وہ زمانہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے بڑی جرأت سے ہر قسم کا اعتراض پیش کر دیا جاتا تھا۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کے ساتھ ان کے درس کے سننے والے بڑی سختی سے بھی بحث کر لیا کرتے تھے۔ اور کہاں یہ زمانہ کہ میاں صاحب مجلس میں بیٹھیں۔ تو سب لوگ پیری مریدی کے حلقہ کی طرح حلقہ قائم کر کے خاموش رہیں۔ . . . . . . آزادی رائے اور ایمانی جرأت وہ جوہر ہے۔ جو تعلیم اسلام کی گویا بنیاد ہے۔"

مولانا۔ اس سے بڑھ کر سنیئے۔ آج کل آزادخیال لوگ یہی کہتے ہیں۔ کہ سبحان اللہ رسول اللہ صلعم کے سامنے لوگ بیباکی سے خود آپ کی ذات مبارک پر اعتراض کر دیتے تھے۔ اور ایک اعرابی نے مال غنیمت میں سے ایک قمیص کے ٹکڑے کے متعلق حضرت عمرؓ پر بھی اعتراض کر دیا تھا۔ سبحان اللہ کیا اسلامی آزادی کا زمانہ تھا۔ اور کیسی اچھی جرأت ایمانی ایسے بزرگ اعتراض کر کے ظاہر کرتے تھے۔

مولانا شاید آپ کو یاد ہو یا نہ ہو۔ کہ وہ آزادیٔ رائے اور جرأت ایمانی جو رسول کریم کے سامنے اس شخص نے ظاہر کی تھی۔ اس کا انجام اسے کیا ملا۔ کیا آنحضرت نے یہ نہیں فرمایا تھا۔ کہ اس شخص میں سے وہ قوم نکلے گی جو خوارج ہو گی۔ اور ایمان ان میں سے اس طرح نکل گیا۔ جیسے کمان میں سے تیر۔ پھر حضرت عمرؓ پر جو معترض تھا۔ وہ کونسا صحابی تھا۔ وہ ایک بے ادب جنگلی تھا۔ جو آداب اسلام اور انسانیت سے عاری تھا۔ کیا اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلعم کے گلے میں کپڑا ڈال کر اتنا کھینچا۔ کہ آپ کے بدن مبارک پر رگڑ سے سرخی نمودار ہو گئی۔ یا گردن چھل گئی۔ تو آپ فوراً کہدینگے۔ کہ سبحان اللہ کیا اسلامی آزادی تھی۔ اور کیا جرأت تھی۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کو جو اپنے بیٹے کی قبر پر ماتم کر رہی تھی۔ صبر کی تلقین کی۔ تو اس نے کہا۔ کہ تیرا بیٹا مرتا تو معلوم ہوتا۔ مولانا آپ تو کہتے ہونگے۔ مرحبا کیا آزادی تھی۔ اور کیا جرأت تھی۔ مولانا آپ نالائقوں کی نالائقیوں کو اسلامی جرأت اور آزادی رائے کہتے ہیں۔ اور مقدسوں کے صبر کو اجازت اور تحسین سمجھتے ہیں۔ برین عقل و دانش بباید گریست کیا دوسرا پہلو آپ کو یاد نہیں۔ حضرت عمرؓ نے صلح حدیبیہ پر بظاہر کیسے معمولی الفاظ کہے تھے۔ مگر ذاتیے ہیں کہ ساری عمر اس کے لئے اعمال نیک کرتا رہا۔ اور افسوس کرتا رہا کہ میں نے رسول کریم کے آگے ایسی بات ہی کیوں کہی تھی۔

مولانا کیا آپ کسی بزرگ سلسلہ کا نام لے سکتے ہیں۔ مثلاً حضرت خلیفہ اوّل کا کہ انہوں نے کبھی بھی ایسی حرکت کی ہو۔ کہ بڑی جرأت سے ہر قسم کا اعتراض مسیح موعودؑ پر کر دیا ہو۔ البتہ عبدالحکیم خاں مرتد کو ہم نے ایسا کرتے دیکھا ہے۔ حضرت صاحب کی مجلس میں جس نے ایسا کیا۔ یا تو وہ مخالف تھا یا جاہل۔ پھر مولانا کیا آپ نے خود بھی کبھی حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے دس گیارہ سال میں کوئی ایسی ایمانی جرأت اور آزادی دکھلائی۔ اگر یہ مستحسن فعل تھا۔ تو ضروری تھا۔ آپ نے بھی اس پر عمل کیا ہو اور میں منتظر ہوں کہ آپ اپنے کسی ایسے فعل کی یاد دہانی کرا کے مجھ کو ممنون فرمائینگے۔ مولانا میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی اور شخص ایسی بات کرتا۔ تو میں اسے کہدیتا۔ کہ تو نے اس بیان میں ایسا سیاہ جھوٹ بولا ہے۔ جو سخت ہی نفرت کے قابل ہے۔ مگر آپ کو ایسا نہیں کہہ سکتا۔ ہاں اگر آپ ثابت کر دیں۔ کہ فلاں شخص نے جو مخالف بھی نہ تھا۔ اور جاہل بھی نہ تھا۔ اور اب اپنے اس فعل سے تائب اور شرمندہ بھی نہیں ہے کوئی اعتراض اپنا حضرت صاحب پر کیا ہو۔ تو میں اپنی غلطی تسلیم کروں گا۔ مثلاً کسی آپ کے مخلص مرید نے ایسا کہا ہو کہ حضرت گو میں آپ کا مرید ہوں۔ مگر مجھے خیال ہے۔ کہ آپ بڑا ہی قوم کا روپیہ کھا گئے ہیں۔ یا یہ کہ آپ بڑے مسرف ہیں۔ اور قوم کا روپیہ تباہ کر رہے ہیں۔ یا یہ کہ آپ سیکنڈ کلاس میں سفر کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ تھرڈ میں کفایت کے ساتھ بھی سفر کر سکتے تھے۔ اور باقی روپیہ اشاعت اسلام کے کام آسکتا ہے۔ یا مثلاً یہ کہ آپ پکے مکان اپنے لئے بناتے ہیں۔ اور مہمانوں کے لئے کچے مکان۔ اور خود اچھا کھانا کھاتے ہیں۔ اور مہمانوں کو لنگر میں دال کھلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پس بار ثبوت اب آپ کے ذمہ ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفہ اوّل کے درس کے متعلق آپ کی خلافت کے بعد آپ سے سند چاہتا ہوں۔ بیشک بعض نالائق منافق بذریعہ خطوط خفیہ ان سے ایسا معاملہ کرتے رہے۔ مگر درس میں جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ زمانہ خلافت کا کوئی واقعہ پیش فرما دیں۔ تو میں اس پر بھی غور کرنیکے لئے تیار ہوں۔ جن منافقین نے حضرت خلیفہ اوّل سے ایسا سلوک کیا۔ ان کو کبھی جرأت ایمانی کی سند اور سرٹیفکیٹ آنحضرت کی طرف سے عنایت نہیں ہوا۔ بلکہ ہمیشہ حضور نے ان کو بُرا۔ منافق۔ شریر اور فاسق اور جاہل ہی ٹھہرایا۔

پیری مریدی کا حلقہ

مولانا! آپ نے ایک نہایت ہی نامناسب غلط بیانی اور بھی کی ہے وہ یہ میاں صاحب کے مرید پیری مریدی کا حلقہ قائم کر کے خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ مولانا! آپ کو خدا کی قسم یہ بتایئے آپ نے یہ سین کس دن خواب میں دیکھا تھا۔ یا کوئی کشف تھا۔ کیونکہ آپ خود تو کبھی ایسی مجلس میں نہیں آئے۔ آپ کو ایسی بات بیان کرنے کی جرأت کس طرح ہوئی۔ کیا قادیان میں دوسرے پیری مریدی حلقہ کی طرح توجہ ہوتی ہے۔ اور لوگ خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ بات نہیں کرتے۔ مولوی صاحب اگر آپ کا رپورٹ کنندہ میرے سامنے آئے۔ تو میں اس کو تو ضرور کہدوں۔ کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ مولانا! کیا اس جھوٹی روایت پر آپ نے کبھی درایۃً بھی غور فرمایا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ حضرت میاں صاحب قادیان میں مسجد مبارک میں اپنی مجلس میں بیٹھے ہوں۔ اور اردگرد پچاس ساٹھ سو یا زیادہ آدمی معمولاً موجود ہوں۔ تو وہ پیروں والا حلقہ باندھ ہی کس طرح سکتے ہیں۔ حلقہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ تھوڑے سے آدمی ہوں۔ حضرت خلیفہ ثانی جب مجلس میں بیٹھتے ہیں۔ تو آگے بھی آدمیوں کا ہجوم ہوتا ہے۔ دائیں بھی۔ بائیں بھی۔ اور پشت کی طرف بھی۔ اور اگر آپ اس وقت موجود ہوں۔ تو دیکھیں کہ کوئی مخالف اعتراض کر رہا ہے۔ اور کوئی مرید استفسار۔ کوئی مبلغ رپورٹ سنا رہا ہے۔ اور کوئی نو آمد مہمان اپنی قیل و قال غرض مجلس کا رنگ ویسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں دیکھا ہوگا۔ مگر اب بھول گئے ہیں مجلس شوریٰ میں اور دربار عام مجلس میں حضرت خلیفۃ المسیح [illegible]

لوگوں سے رائے لیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جہاں تک ان کو علم ہوتا ہے۔ ادب کو ملحوظ رکھ کر اپنی رائے حضور کے خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ مولانا یہ کس مفتری نے آپ کے کان میں ڈال دیا۔ کہ وہاں آدمی اپنی رائے بھی ظاہر نہیں کر سکتا اور کس طرح آپ نے اس پر یقین کر لیا؟

کیا مولوی محمد علی صاحب کی پرانی جبلت بدل گئی

مولانا پھر آپ نے لکھا ہے کہ "میں خود نہ کسی دوسرے سے جو مجھ سے تعلق رکھتا ہے اس بات کو بُرا مناتا ہوں۔ کہ وہ میری کسی غلطی کو دیکھ کر اسکی اطلاع مجھے دے"۔

یہ عبارت پڑھکر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ کہ آپ نے اپنی پرانی جبلت بالکل بدل ڈالی (اگرچہ اکثر چشمدید راوی اسبات پر متفق ہیں کہ آپنے اس میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں کی) ورنہ پہلے تو ذرا سی خلاف رائے بات پر اور ادنیٰ ادنیٰ مخالفت پر آپ کی ہیئت کذائی بدل جاتی تھی۔ دست مبارک رعشہ میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ اور جسم مبارک سر سے پیر تک کانپنا شروع کر دیتا۔ اور لب ہائے مبارک تھر تھراتے تھے۔ اور زبان مبارک کوشش کرتی تھی۔ کہ کوئی آواز قابل سمجھنے کے اسمیں سے پیدا ہو۔ مگر افسوس کہ کبھی کوئی شستہ اور پورا فقرہ نکلتے ہوئے ایسی حالت میں سنا نہ گیا۔ کچھ کف مبارک بھی ایسی حالت میں گرد و پیش اڑتا ہوا بعض مبصرین نے دیکھا ہے۔ اور بعض ناقدین کا قول ہے۔ کہ آنکھیں بھی اوّل اوّل تو باہر کو نکل آتی تھیں۔ اور پھر ان میں آنسو بھی چھلکنے لگتے تھے۔ غرض اس ہیئت کذائی اور طیش کی صورت دیکھکر بعض قیافہ شناسوں کی یہ رائے تھی۔ کہ اس قسم کا بزرگ اعتماد کرنے دلی دوست بنانے بیعت کرنے اور کسی سلسلہ کا پیشرو بننے کے لائق ہرگز نہیں۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔ مولانا یہ بالکل درست ہے کہ جو ادنیٰ ادنیٰ مخالفت میں گھبرا جائے۔ اور ذرا اس کے حواس باختہ ہو جائیں۔ وہ کہاں ساری دنیا کے مقابل حق لیکر کھڑا ہو سکتا ہے۔ وہ تو جدھر کثرت دیکھے گا۔ فوراً مخالفت کے ڈر کے مارے کافر کو مسلمان اور دشمن کو دوست کہدیگا۔ اور ان کیساتھ تملق کرنا شروع کر دیگا۔ سچے سلسلہ کا لیڈر تو ایک فولادی چٹان کی طرح کوہ وقار ہونا چاہیئے۔ ورنہ چالاک دنیا دار اس کو چٹکیوں میں اڑا دیں۔

ایک نیا انکشاف

مولانا! اس سفر کے متعلق میں آپ کی یہ رائے بھی پڑھکر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ کہ میں سفر کو میاں صاحب کے لئے مفید سمجھتا ہوں۔ اس سے وسعت قلبی حاصل ہوتی ہے۔ گھر میں بیٹھکر تنگدلی بڑھتی ہے۔ اور اس کا تجربہ بھی ہو چکا ہے۔ کیونکہ حج کے سفر کے بعد میاں صاحب نے کچھ دنوں کے لئے کفر و اسلام کے مسئلہ میں ہمارے پہلو کو ہی اختیار کر لیا تھا۔ پس اب بھی میاں صاحب سفر کریں۔ تو وسعت قلب اور بردباری کا بڑھ جانا ان کے لئے مفید ہوگا (مطلب)

مولانا یہ میرے لئے بالکل ایک نیا انکشاف ہے۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی نے حج سے آکر اپنے کسی عقیدہ سے رجوع کیا۔ اور کفر و اسلام کے مسئلہ میں آپ کے ہمخیال ہو گئے۔ خواہ عارضی طور پر ہی سہی۔ افسوس ہے کہ آپنے پہلے زمانہ میں اس بات کو اس طرح صراحتہً ظاہر نہ کیا۔ اب اسبات پر اتنا عرصہ گذر چکا ہے۔ کہ یہ استنباط موثر نہیں رہا۔ میرے خیال میں بجائے ۱۲ سال گذشتہ کی باتیں کریدنے کے یہ بہتر ہوگا۔ کہ تین چار ماہ اور انتظار کر کے اس کی صداقت کو آزمائیں یہ سفر چونکہ حج کے سفر سے بہت لمبا اور وسیع ہے۔ اور مہذب ممالک کا ہے اس لئے اس میں لازماً اس سے بہت زیادہ وسعت قلب حاصل ہوگی۔ اور یہ یقینی ہے۔ کہ اتنے بڑے سفر کا اثر اتنے ہی بڑے عقیدے پر بھی پڑے۔ کفر و اسلام در اصل نبوت کے مسئلہ کی ایک شاخ ہے۔ پس اس دفعہ آپکو پختہ امید ہونی چاہیئے۔ کہ واپسی پر حضرت خلیفۃ المسیح بالضرور عقیدہ نبوت سے عقیدہ مجددیت اور محدثیت پر اتر آئیں گے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ اور جونہی آپ کی امید بار آور ہوگی یعنی حضرت خلیفۃ المسیح کا تبدیلئ عقیدہ والا لیکچر ہو۔ اسی وقت آپ بروقت اعلان کر دیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ پھر وقت گذر جائے۔ اور پرانا عقیدہ عود کر آئے۔ اور سب لوگ ہدایت پانے سے محروم رہ جائیں۔ مولانا مناسب ہوگا کہ حضرت صاحب کی واپسی پر آپ ان کے ابتدائی لیکچروں میں ضرور شریک ہوں۔ اور اس عظیم الشان کام سے غفلت نہ کریں۔ حضرت صاحب کے منہ سے رجوع کے الفاظ نکلتے ہی آپ اس مجلس میں شور ڈال دیں۔ اور پھر ناممکن ہے۔ کہ کم از کم حاضرین کا فوری رجوع آپ کی طرف نہ ہو۔

مولانا! البتہ ایک خوف ہے۔ اور وہ یہ کہ ان کے ساتھ خدا کی طرف سے اولو العزمی (یعنی سخت ضد اور ہٹ کی) ایک ایسی صفت لگی ہوئی ہے۔ جو شاید آپکی امیدوں پر پانی پھیر دے۔ اگر بقول آپکے یہ بات نہ ہوتی تو ظاہراً آپکا بیان خود ہمارے مشاہدہ کے موافق معلوم ہوتا ہے دور کیوں جائیں۔ خود آپ پر اور آپکے شیخ طریقت پر اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔ مولانا! جب آپ قادیان کی تنگ گلیوں میں اور مسجد کے حجروں میں بند رہتے تھے۔ اور دائرہ آپ کا نہایت محدود تھا تو اسوقت آپ حضرت مسیح موعود کو نبی آخر الزمان اور رسول اور پیغمبر لکھا کرتے تھے۔ پھر جب قادیان سے لاہور ہجرت کر لی۔ اور پہاڑوں کی چوٹیوں کی ہوا لگی۔ اور اس کی بدولت وسعت قلب نصیب ہوئی تو کہنے لگے کہ ہم نبی اور رسول کہنے والے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ بلکہ صرف مجدد مانتے ہیں۔ مولانا! آپ ذرا دنیا کا لمبا سفر کرتے تو شاید اور ترقی کرتے۔ جیسے آپ کے دوست جناب خواجہ صاحب یورپ پہنچے۔ اور آپ سے زیادہ وسعت قلب نصیب ہوئی۔ تو فرمانے لگے۔ وہ کیا مجدد تو میں بھی ہوں اور بہت کچھ اباحتی رنگ اختیار فرما لیا تھا۔ اور بعض باتوں میں حلال اور حرام کی تمیز تک اٹھا دی بعض اور لوگ ان سے بھی برداشت اور وسعت قلب میں بڑھ گئے۔ اور کرسمس کے موقعہ پر انہوں نے سانتا کلاز کے طور پر گدھے کا روپ دھارا اور دُم لگائی اور نازنینان فرنگ سے کمر پہ ڈنڈے کھائے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

(باقی آئندہ انشاءاللّٰہ)

جماعت ہائے احمدیہ کے ریزولیوشنز اور پیغام کی گھبراہٹ

جماعتہائے احمدیہ کی طرف سے "پیغام" کے متعلق نفرت و حقارت کے جو ریزولیوشنز "الفضل" میں شائع ہوئے ہیں۔ ان سے پیغام چلّا اٹھا ہے۔ حالانکہ بہت سی جماعتوں کے ریزولیوشنز ابھی شائع نہیں ہو سکے۔ جو ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اور روزانہ ڈاک میں پہنچ رہے ہیں۔ اخبار مذکور اپنے ۱۰ اگست کے پرچہ میں لکھتا ہے:-

"جناب میاں محمود احمد صاحب کے سفر یورپ پر اخبار پیغام صلح میں اظہار خیالات کیا کیا گیا کہ پھوڑے کو نشتر لگ گیا۔ ایسی بوکھلاہٹ اور گھبراہٹ ہے کہ واقعات جو پیش کئے گئے ہیں۔ ان کا تو کوئی معقول جواب نہیں۔ البتہ ایک سلسلہ تبرا کا ہے۔ جو بس ہونے میں نہیں آتا"۔

"پیغام" کے پیش کردہ "واقعات" کا کوئی معقول جواب "ہماری طرف سے دیا گیا ہے یا نہیں۔ اس کا فیصلہ ہر ایک واقفیت پسند انسان کر سکتا ہے جکی نظر سے الفضل کے مضامین گذر چکے ہیں۔ "پیغام" کی اگر ان سے تسلی نہیں ہوئی۔ اور وہ انہیں معقول نہیں سمجھتا۔ تو ان کے خلاف قلم تو اٹھائے۔ جو کچھ ہم نے امیر غیر مبائعین کے متعلق لکھا ہے۔ اس کے کسی ایک فقرہ کی ہی تردید کر کے دکھائے۔

رہا لعنت و ملامت کا وہ سلسلہ جس کا نام تبرا رکھا گیا ہے اور جس کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ ختم ہونے میں ہی نہیں آتا۔ اس کے متعلق گذارش ہے کہ اس کا ختم کرنا "پیغام" ہی کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ اپنی اس شرمناک حرکت پر نادم ہے۔ جو اس نے امام جماعت کی شان میں ایسے وقت میں بیہودہ سرائی کرتے ہوئے کی۔ جبکہ جماعت احمدیہ کے دل اپنے امام کی جدائی کی وجہ سے نہایت بے چین اور سخت تکلیف میں ہیں۔ اور اسپر ثابت ہو گیا ہے کہ سفر یورپ کے متعلق جو کچھ اس نے لکھا۔ اسے ساری جماعت نے نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھا ہے تو وہ اپنے گندے اور ناپاک الفاظ واپس لینے کا اعلان کر دے۔ اس سے اگرچہ وہ زخم مندمل نہیں ہو جائینگے جو پیغام نے ہمارے دلوں پر لگائے ہیں تاہم آیندہ ہم اس کے خلاف ریزولیوشنز شائع کرنے بند کر دینگے ورنہ احمدی اصحاب جن کے دلوں کو "پیغام" نے اپنے الفاظ کے نشتر سے زخمی کیا۔ اور جن پر امیر "پیغام" نے اپنے ہاتھوں سے نمک چھڑکا ہے مجبور ہیں کہ اپنے درد دل کا اظہار ریزولیوشنز کے ذریعہ کریں اور پیغامیوں پر جہاں یہ ثابت کر دیں کہ آپ لوگوں کی وسوسہ اندازی اور فتنہ انگیزی ہم پر کچھ اثر نہیں کر سکتی۔ اور ہم ان چالوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ وہاں یہ بھی ظاہر کر دیں کہ ایسے وقت میں "پیغام" نے جماعت احمدیہ کی دل آزاری کر کے حد درجہ کی کمینگی کا ثبوت دیا ہے "پیغام" نہایت بھولے پن سے ان ریزولیوشنوں کو "یا تو حواس باختگی" کا نتیجہ یا پھر "اعتراضات کی مضبوطی کو دیکھ کر پیش بندی" قرار دیتا ہے۔ اگر یہی بات ہے تو پھر اس کے جاری رہنے کا فکر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفر یورپ

جہازی چٹھی

نمبر دوم

عدن سے پورٹ سعید تک کے حالات

قافلہ سالار اور خدام کی صحت

حضرت خلیفۃ المسیح اور آپ کے خدام کی صحت الحمد للہ اب اچھی ہے۔ اور کوئی شکایت کسی کو نہیں ہے۔ نمازیں باجماعت ہوتی ہیں۔ اور حضرت اقدس عام طور پر ظہر و عصر کی نماز پڑھ کر باہر تشریف رکھتے ہیں۔ اور پھر مغرب و عشا کی نماز کے بعد بھی دیر تک حلقہ خدام میں تشریف فرما رہتے ہیں۔ دعا کے لئے یا بعض ضروری نوٹوں کے لئے باقی وقت صرف کرتے ہیں۔ سفر کی اہمیت اور مقصد کی عظمت اور اس کی مشکلات نے آپ کی توجہ کو دعا کی طرف بہت مصروف کر دیا ہے۔ عام طور پر نمازوں میں بھی لمبی دعا ہوتی ہے۔

سمندر کی حالت

سمندر کی حالت میں اب سکون ہو چکا ہے۔ کوئی تیزی اور تلاطم نہیں ہے۔ البتہ عدن سے آگے گرمی بڑھ رہی ہے۔ اور بعض وقت تو بہت ہی زیادہ ہوتی ہے۔ آبنائے باب المندب سے گذر کر اب ہم بحیرہ قلزم میں سفر کر رہے ہیں۔ جس کے ایک طرف افریقہ کا ساحل ہے۔ اور دوسری طرف ریگ زار عربستان۔

عرب اور افریقہ کا ساحل

اور یہ دونو کنارے ایک مسلمان کے دل پر جو اثر ڈال سکتے ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ یہ سمندر معہ اپنے دونوں ایشیائی اور افریقی ساحلوں کے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی قوت و فتوحات کے جولانگاہ تھے۔ ان پانیوں میں اور ان خشک پہاڑیوں اور ریگ زاروں میں اسلامی توحید کا ڈنکا بج چکا ہے۔ اور لوائے اسلام ہر جگہ لہرا رہا تھا۔ مگر آج ان ہر دو ساحلوں پر جیسے قدرتی مناظر کے لحاظ سے بے سرو سامانی ہے۔ روحانیت اور اسلام کی ترقی کی طرف سے بھی یہ قطعاً قابل عبرت ہیں۔ ان کے کناروں پر اسلامی آبادی ہے۔ مگر ان میں وہ روح نہیں۔ جو زندگی کا موجب ہوتی ہے۔

پس ان سواحل کو حیرت اور حسرت سے دیکھتے ہوئے ہم آگے جا رہے ہیں۔ اور زبان حال سے اس مطالبہ کو ہم سنتے ہیں۔ جو ان سواحل سے احمدی جماعت کے لئے بلند ہو رہا ہے۔ کہ بشتابید نصرت را

جہاز میں ہمارے امام کی مصروفیت

حضرت امام اپنا وقت دعا اور اس سفر کے متعلق عملی پروگرام پر غور میں بسر کر رہے ہیں۔ بعض اوقات غور طلب امور پر مجلس مشاورت بھی منعقد ہوتی ہے۔ چنانچہ ۲۴ر جولائی ۱۹۲۴ء کو کئی گھنٹے آپ نے مجلس مشاورت میں شام و مصر کے عملی پروگرام پر صرف کئے آپ نے متعدد مرتبہ فرمایا ہے۔ کہ ہمارا یہ سفر سیر و تفریح کا سفر نہیں ہے۔ بلکہ مقاصد عظیمہ ہمارے پیش نظر ہیں۔

۲۶ر جولائی ۱۹۲۴ء کا واقعہ ہے۔ کہ دوپہر کے قریب آپ یکایک باہر تشریف لائے۔ کھانا کھا کر قریباً سب خادم سوئے ہوئے تھے۔ صرف چودھری فتح محمد صاحب بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے۔ آپ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ دوستوں کو آگاہ کرنا چاہیئے۔ کہ یہ سفر کیسا اہم ہے۔ اس کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر یہ تمام وقت اس کی طیاری میں خرچ کرنا چاہیئے۔ اور اس طیاری کے لئے خدا تعالےٰ سے دعا کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہم ہر قسم کے برکات کو حاصل کر سکیں۔ غرض اٹھتے بیٹھتے آپ کے پیش نظر یہی ایک امر ہے کہ ایک لحظہ بھی ضائع نہ ہو۔ بعض ضروری نوٹوں کے علاوہ جو آپ اپنی نوٹ بک میں کرتے ہیں۔ آپ نے ایک چٹھی جماعت کے نام لکھی ہے۔ جو آپ کے اس تعلق یگانگت و محبت کے راز کو آشکار کرتی ہے۔ جو جماعت سے آپ کو ہے۔ اور آج ۲۹ر جولائی ۱۹۲۴ء کو آپ نے ایک اور مضمون لکھنا شروع فرمایا ہے۔

عدن سے پورٹ سعید تک ڈائری کا خلاصہ

۲۳ر جولائی کی صبح کو ہمارا جہاز عدن ۹ بجے کے بعد پہونچا۔ اگرچہ عدن کی پہاڑیاں کئی میل پہلے سے نظر آ رہی تھیں۔ جو بالکل خشک اور جھلسی ہوئی ہیں۔ کسی درخت یا جھاڑی کا تو در کنار گھاس کا پتہ تک نہیں پایا جاتا۔ حضرت امام نے عدن اترنے سے پہلے بعض کام دوستوں میں تقسیم کر دئے تھے۔ تاکہ تقسیم محنت کے اصول پر کام جلد اور باقاعدہ ہو سکے۔ خوردنی اشیاء کی خرید کے لئے شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کو مقرر فرمایا۔ ڈاک کا پوسٹ آفس میں پہونچانا۔ اور وہاں سے اگر کوئی ڈاک ہو لانا اور بعض ضروری تاروں کا بھیجنا۔ یہ خاکسار عرفانی اور برادر مکرم قادیانی کے سپرد تھا۔ مگر جہاز سے پہونچتے ہی حضرت کے ہاتھ میں ایک تار اور خط آیا۔ جس نے حضرت کے چہرہ پر خوشی اور فکر کی ملی ہوئی لہر پیدا کر دی ان میں خوشی کی خبر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے گھر بیٹا پیدا ہونے کی تھی۔ اور فکر افزا خبر بھیرہ کے بلوہ اور مولوی نعمت اللہ خاں صاحب مبلغ کے کابل میں قید کئے جانے کی تھی۔

بھیرہ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مابین بلوہ ہو گیا۔ اس بلوہ کی خبریں ہمارے اخبارات اور دوسرے اخبارات میں شائع ہو چکی ہونگی۔ کیونکہ اس میں ایک غیر احمدی کے مرجانے کی بھی خبر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح پر اس خبر کا کیا اثر ہوا۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ نے فوراً مولوی شیر علی صاحب کے نام ضروری ہدایات پر مشتمل تار دیدیا۔ جس پر ما(عہ) خرچ ہوئے۔

اس تار کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ ایک کمیشن مقرر کر کے تحقیق رپورٹ پیش کی جاوے۔ اگر یہ ثابت ہو جاوے۔ کہ احمدیوں کا قصور تھا۔ تو علی الاعلان اس پر ہم اظہار افسوس کرینگے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ ہماری جماعت کے کسی بھی فرد کی طرف یہ منسوب ہو سکے۔ کہ اس نے نقض امن کیا ہے۔ چہ جائیکہ کسی مقام کی جماعت کے خلاف ایسا الزام ہو۔ آپ نے ہندو مسلم اتحاد پر تقریریں کرتے ہوئے بتایا تھا۔ کہ اگر کسی جگہ پر خدا نخواستہ ہندو مسلم تنازعات ہوں۔ تو ایک ایسی تحقیقاتی کمیٹی ہو۔ جو جس فریق کا قصور ثابت کرے۔ اس کے ہم مذہب اس پر ملامت کریں۔ صاحب تک یہ ہوتا رہا۔ کہ ہر فریق نے خواہ اس کو یقین بھی ہو گیا ہو۔ کہ اس کے ہم مذہب لوگوں کا قصور تھا۔ اپنے قصور کا اعتراف نہیں کیا۔ لیکن آپ کو اس کا احساس ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ احمدیوں کا قصور ثابت ہو۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح اس کے متعلق جو فیصلہ کریں گے۔ وہ لوگوں کی آنکھیں کھولدیگا۔ کہ آپ کسی حالت میں بھی ظہیر المجرمین نہیں ہو سکتے۔

نعمت اللہ خاں کی قید

کابل میں نعمت اللہ خاں کے قید کئے جانے کے واقعہ نے بھی حضرت کو تکلیف دی ہے۔ اس لئے نہیں۔ کہ اس سے احمدیت کو کوئی نقصان پہونچے گا۔ بلکہ کابل کی سنگلاخ زمین میں اس سے پیشتر ہم اپنے خون سے احمدیت کا اعلان کر چکے ہیں۔ اور ان بے گناہوں کے خون نے احمدیت کے پودے کو سیراب کیا ہے۔ آیندہ بھی احمدیت کے لئے اگر کسی کو تکلیف دی جائے گی۔ تو وہ احمدیت کی اشاعت میں روک کا موجب نہ ہوگی۔ حضرت کی تکلیف نعمت اللہ خاں کی ذاتی تکلیف کی وجہ سے تھی اور ہے۔ آپ نے نعمت اللہ خاں کی رہائی کے لئے مستقل اور پیہم کوشش کے لئے ہدایات جاری کی ہیں۔ امیر کابل نے ملانوں کے ڈر سے اپنی غیر احمدیت کا ثبوت دینے کے لئے یہ راہ اختیار کی ہے۔ جو کسی صورت میں

اشتہارات

باموقعہ اور نہایت ارزاں زمین

جو احباب ارزاں سے ارزاں قریب ترین زمین قادیان کے خرید کر کچھ دیر کے بعد مکان بنانا چاہتے ہوں۔ ان کے لئے یہ نادر موقعہ ہے۔ دو ٹکڑے زمین بغرض فروخت موجود ہیں۔ جن میں سے ایک دو کنال کا۔ اور دوسرا ۲½ کنال کا ہے۔ قصبہ قادیان سے بطرف شرق اتنے فاصلہ پر ہیں۔ جتنا دارالفضل کا محلہ ہے۔ اور دارالفضل کے شرقی جانب اتنا قریب ہے۔ جتنا قصبہ قادیان سے بہشتی مقبرہ ہے۔ گویا اب وہ عنقریب ہی دارالفضل کا حصہ بننے والا ہے۔ بعض اشد ضرورتوں کی وجہ سے اس زمین کو فروخت کرنے کا ارادہ ہے اگر کوئی دوست ہر دو ٹکڑے اکٹھے خرید لے۔ تو ڈیڑھ سو روپیہ فی کنال اور الگ الگ ٹکڑے دو سو روپیہ فی کنال کے حساب سے دی جائے گی۔ بھرتی وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ پہلی درخواستوں کو بہرحال ترجیح دیجائیگی اور جن کا روپیہ درخواست کے ساتھ وصول ہو جائیگا۔ ان کو تمام درخواستوں پر ترجیح دی جاوے گی۔

دو کنال زمین

سٹور کے پاس

جو دو تین سال قبل خریدی تھی۔ اور اب کسی خاص ضرورت کے ماتحت فوراً فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ زمین برلب سڑک واقع ہے۔ اور بیرونی زمینوں کی نسبت قصبہ کے قریب ترین ہے۔ اس کے آس پاس کی تمام زمین فروخت ہو چکی ہے۔ جو دوست خریدنا چاہیں۔ فی الفور خط بھیجدیں للعہ فی مرلہ اسکی قیمت ہے۔ اگر کوئی دوست دونو کنال خریدے۔ تو اس کو اصل لاگت یعنی للعہ مرلہ پر دیجائیگی ضرورتمند احباب جلد درخواستیں بھیجدیں۔

م۔ الف معرفت کتاب گھر قادیان

English Composition Books and Letter Writer

کتاب انگریزی جواب مضمون اور خطوط نویسی

اس میں ہر قسم کے جواب مضمون اور خطوط اور عرائض درج ہیں۔ حصہ اوّل مڈل اور حصہ دوم ہائی کلاس اور کالج والوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئے۔ سلیس اور آسان انگریزی۔

ترجمہ انگریزی آسان ہو گیا

یہ رسالہ مڈل اور ہائی کے لئے نہایت مفید ہے قیمت ۴؍

اخلاق محمدی

گویا گھر کا واعظ ہے جس سے بچہ بھی واعظ بن سکتا ہے قیمت رعایتی ۱۲؍

غیر احمدی علماء کے تمام سوالوں کا جواب

بطور سوال و جواب ہزاروں کی تعداد میں چھپا۔ قیمت حصہ اوّل ۵؍ حصہ دوم ۵؍ حصہ سوم ۵؍

گرو نانک کی شادی مسلمانوں کے گھر یا اسلام و گرنتھ

اس میں گرو صاحب کا مسلمان ہونا گرنتھ صاحب سے اور مسلمان عورت سے شادی ثابت کی گئی ہے۔ قیمت ۴؍

ملنے کا پتہ

ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب۔ بی۔ اے دھرمسنگھ قادیان

لوگ موتیوں کے سرمہ کے شیدائی ہیں

اسلئے کہ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند غبار۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ اسکے لگاتار استعمال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی۔ قیمت فی تولہ ع علاوہ محصول ڈاک۔ تصدیق کیلئے ایک تازہ شہادت ملاحظہ ہو

ایک سکول ماسٹر کی شہادت:۔ جناب ماسٹر مولا داد صاحب اوّل مدرس جھوک بہادر ضلع لائل پور سے لکھتے ہیں۔ کہ آپ کے موتیوں کے سرمہ کی یہاں بہت قبولیت ہو رہی ہے پہلے جو چند آدمیوں نے منگوایا تھا سو ان کو اس کے استعمال سے بہت فائدہ ہوا۔ اب ایک اور دوست نے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ ایک تولہ سرمہ ان کو منگوا دیا جائے لہذا عرض ہے۔ کہ بواپسی ڈاک ایک تولہ سرمہ جلد بھیجدیں۔

ملنے کا پتہ۔ مینجر کارخانہ موتیوں کا سرمہ۔ دفتر نور۔ نور بلڈنگ۔ قادیان ضلع

شہید ترک کا جنگی روزنامچہ

یعنی "پیراہن آتشین"، از خالدہ ادیب خانم وزیر تعلیم انگورہ گورنمنٹ اسکے پڑھنے سے آپکو معلوم ہو گا کہ آپ اناطولیہ کے پہاڑ سے جنگ کو دیکھ رہے ہیں یا قسطنطنیہ میں اعلان جہاد سن رہے ہیں۔ بقول اخبار انتخاب قسطنطنیہ اولیہ ترکی جہاد کی بہترین تصویر اور ترک مجاہدین کی یادگار ہے قیمت عہ

تصانیف غازی جمال پاشا وزیر بحریہ ترکی و سپہ سالار افغانستان

مندرجہ ذیل سات کتابوں کی مجموعی قیمت عا ہے

ترکوں کی جنگی تیاریاں (۲) ترکی اعلان جنگ۔ (۳) مصر میں ترکوں اور انگریزوں کا مقابلہ (۴) بغاوت عرب یا شریف مکہ کی غداری (۵) ترکوں اور انگریزوں کی جنگ (۶) ترک انقلاب پسند (۷) جنگ بلقان؛

سیرت الغازی مصطفیٰ کمال پاشا (با تصویر) ترکی اور مصر سے مستند مواد فراہم کر کے [illegible] کتاب چھاپی گئی ہے بقول مولانا سید سلیمان ندوی اڈیٹر رسالہ معارف اردو نہیں بلکہ عربی میں بھی اس سے بہتر کوئی موجود نہیں عا

اناطولیہ میں ترکی شہریت - ترکی و یونانی جنگ کے مستند واقعات، اناطولی جنگ کے حالات ترکوں کی قومی تحریک، مجاہدین اناطولیہ کے [illegible] یونانیوں کے مظالم اور فتوحات کا فوٹو وغیرہ قیمت ۱۰؍ ترکوں کی کہانیاں قیمت ۴؍ قتل زار روس قیمت ۲؍ جانباز ترکی یا معرکہ دردانیال قیمت ۲؍ ترک ہو گیا قیمت ۱۰؍ انگورہ میں ہندوستانی جاسوس قیمت ۳؍ آزادی اسلام از مولانا ابوالکلام آزاد قیمت ۲؍ ہندوستانی بیوی قیمت ۳؍ اور ہندوستانی عورت سے شادی کرنیکے نتائج قیمت ۳؍ شریف النفس، ایک سچا واقعہ اور عبرتناک انجام نفسانی کشمکش قیمت ۳؍ [illegible] قابل تصاویر ایک عصمت فروش پارسن کے پھندے میں قیمت ۲؍ تصویر عیسائی [illegible] مسلمانوں کی پر درد داستان قیمت ۲؍ سفر نامہ انگورہ ۲؍ لیڈران اسلام ۲؍ تصنیف غازی [illegible] کفر توڑ، بت شکن، تناسخ چکر، وکٹم اور اسلام قیمت مجلد ۸؍

ملنے کا پتہ۔ منیجر نجات ایجنسی نمبر ۹ بجنور (یو پی)

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود کا بتایا ہوا ہے۔ جو امراض شکم خاصکر قبض کے لئے بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپکے والد صاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ستر برس کی عمر تک استعمال کیا۔ اور قبض اور پیٹ کی صفائی کے لئے بہت مفید پایا۔ اس لئے۔ کم از کم اسکی یکصد گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں۔ تاکہ ایسے موقعوں پر کام آویں۔ صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیمگرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمالیں۔ انشاء اللہ شکایت دور ہو جائیگی۔ قیمت فیصد معہ محصول عہ

عزیز ہوٹل قادیان

ناطہ کی ضرورت

ایک جوان کشمیری قوم کی لڑکی کیلئے ایک جوان کشمیری قوم کے احمدی لڑکے کی ضرورت ہے۔ آدمی نیک مخلص احمدی ہونیکے علاوہ برسرروزگار ہو۔ چاہے ملازم ہو یا تجارت پیشہ ہو۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ لاہور امرتسر کے اضلاع کے لڑکے کو ترجیح دی جاویگی

[illegible] ضلع [illegible]